16.7.64

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن۔ لکھنؤ ۳۲۳

خطبۂ فدک

از

علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ احسن صاحب قبلہ کاموں پوری

ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی

علی گڈھ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت ۹ر

تعارف

مجلہ الارشاد بڈگام کشمیر بابتہ ماہ صفر ۱۳۷۸ھ میں محترمی
کامونپوری مدظلہ کا ایک گرانقدر مضمون "حضرت ہانی کے قتل
قاضی شریح کی شرکت" کے عنوان سے شایع ہوا تھا اور اس
افادیت کے پیش نظر اب ہم اس کو سال رواں کے حسینی لٹر
جزو قرار دے کر بصورت رسالہ شایع کر رہے ہیں۔

یقین ہے کہ افراد ملت اس رسالہ کی بھی کثیر سے کثیر
"یوم عاشور" برادران وطن میں مفت تقسیم فرما کر عند اللہ
عند الرسولؐ ماجور ہوں گے۔

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن

لکھنؤ

محرم الحرام ۱۳۸۰ھ

محمد حسین برکن شن

قاضی شریح کا کردار

ابن عماد نے ان کا نام ابو امیہ شریح بن حارث کندی لکھا ہے (۱) علامہ فخر الدین ۶۹ھ کو اشتباہ ہو گیا۔ شریح کا نام حارث بن قیس کندی لکھ دیا حالانکہ حارث کندی شریح کے باپ کا نام تھا (۲) شریح نے اگرچہ سرور عالمؐ کا عہد سعادت پایا مگر بدقسمتی سے حضرت کی زیارت و صحبت کے شرف سے محروم رہے (۳) علامہ ابن سعد اور حافظ بن عبد البر وغیرہ علماء سیر و طبقات و رجال ان کو تابعی ہی شمار کرتے ہیں۔ شریح محدث بھی تھے فقہ میں نمایاں شہرت کے مالک تھے (۴) قیافہ و شاعری میں بھی ان کی طبیعت خوب کام کرتی رہی (۵) کبھی کبھی مقدمات کے فیصلے برجستہ نظم میں سناتے (۶) علم قضاء و فیصلہ میں تو ضرب المثل تھے (۷) تقریباً ۵۰ سال قاضی کے عہدے پر رہے حضرت عمر نے انھیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ حضرت عثمان کے زمانہ میں بھی اس عہدے پر رہے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام ان سے مطمئن نہ تھے۔ کوفہ میں انھوں نے کافی اثر پیدا کر لیا تھا۔ امیر المومنینؑ نے ان کو معزول کرنا چاہا تو اہل کوفہ نے ان کی بحالی پر اصرار کیا خدا ہی جانتا ہے کہ امیر المومنینؑ کی طرف اس قول کی نسبت صحیح بھی ہے یا نہیں "شریح عرب کے سب سے بڑے قاضی ہیں"

(۱) شذرات الذہب ابن عماد حنبلی ۱۴۶/۱ (۲) مجمع البحرین طریحی ص ۱۸۱ مطبوعہ ۱۳۰۶ھ ۱۹ اصابہ

(۳) اصابہ ابن حجر عسقلانی ۲۰۲/۲ (۴) تذکرۃ الحفاظ ذہبی ۵۲/۱ (۵) اعلام الموقعین ۲۷/۱

(۶) ابن سعد ۹۴ (۷) قاموس الاکمنۃ والبقاع ۱۲۵

(۸) امیر المومنین نے کئی بار ان کے فیصلوں کی غلطی پر ان کو متنبہ کیا۔ طلحہ کی زرہ امیر المومنینؓ نے ایک یہودی کے پاس دیکھی۔ شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ شریح نے اس فیصلے میں کئی غلطیاں کیں جس پر امیر المومنینؓ نے ان کو فقہی نکتہ سے مطلع کیا۔ نظریات میں یہ حضرت علیؓ کی بہ نسبت شیخین کے ہمنوا تھے۔ امیر المومنینؓ نے جب نماز تراویح کو بند کرنا چاہا تو شریح نے واعمراہ! کا نعرہ لگایا۔ امیر المومنینؓ نے ان کے منصب کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ تم جس جگہ پر بیٹھے ہو وہاں تین ہی آدمی بیٹھتے ہیں۔ نبی یا وصی یا شقی۔ امامؑ کا منشا یہ تھا کہ یہ بہت بلند مقام ہے۔ حقوق کا مسئلہ ضمیر کی بیداری اور قانون کی معرفت چاہتا ہے۔ ان کی ظرافت و بذلہ سنجی کے لوگ مداح تھے (۹) داڑھی مونچھ سے طوالتی عمر کا اظہار ہو جاتا ہے لیکن شریح پیدائشی طور پر اطلس تھے یعنی چہرہ پر نہ مونچھ تھی نہ داڑھی (۱۰) بعض حلقے ان کی دادگستری عدالت، امانت و اخلاق و غیر جانبداری سے کنارہ کشی کی تعریف کرتے ہیں لیکن حالات کی تنقید و تجزیہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا کردار اس مصرع کے مطابق تھا: ع

"چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی"

یہی سبب ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں ہولناک تبدیلیاں ہوتی رہیں مگر شریح کے عہدے پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ بجائے روشن ضمیری اور علم و معرفت پر نگاہ رکھنے کے حکومت کو خوش رکھنا خوب جانتے تھے اس لئے حکومت کی تبدیلی ان پر کوئی اثر انداز نہ ہوئی۔ جب حکومت کے منشا تک پہونچ جاتے اور اس کی آنکھوں کے اشاروں سے اپنی آنکھیں سی دیتے امیر المومنینؑ کی

(۸) تہذیب الاسما، ۲۴۲ (۹) ابن سعد ۹۰ (۱۰) ابن خلکان ۲۴۲

ت کے بعد جب امیر معاویہ کا دور آیا تو شریح ان کو اپنے ہم رنگ نظر
ے۔ دینی آئین کی پابندی اور اخلاقی ذمہ داری کے بغیر انفرادی و اجتماعی
ی آسودگی و سکون حاصل نہیں کر سکتی۔ لیکن شریح کے فتوے اور فیصلے
ت کے دل میں اپنے استحکام کو دیکھے۔ کوفہ کے گورنر زیاد نے جب
رت حجر بن عدی کندی رضوان اللہ علیہ کی مخالفت میں تحریری گواہی دی
وفد معاویہ کے پاس بھیجا تو اس وقت قاضی شریح زیاد کے کام آئے
نے گواہوں میں اپنا نام شامل کیا اور وفد کے ساتھ معاویہ کے پاس
یک گئے۔ جو حضرت حجر بن عدی اور ان کے ساتھی بیدردی کے
قتل کئے گئے۔ اس دردناک قتل سے بنی امیہ کے علاوہ سب ہی
ین ہوئے۔ حضرت عائشہ نے معاویہ سے شکایت کی۔ ابن عمر کی آنکھوں
آنسو آگئے۔ حسن بصری نے اس معاملہ میں معاویہ کی مذمت کی اور
حسین علیہ السلام نے تو نہایت سخت تحریری اور زبانی احتجاج فرمایا۔
شریح کے پاس ہمدردی کے لئے لفظیں نہ تھیں۔ نہ اظہار غم کے
آنسو اس لئے کہ انھوں نے تو خود ہی اُن کے جواز قتل کے محضر پر دستخط
ے تھے۔

شریح کی ذہانت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ علم و ادب میں ان کی
حیت بھی تسلیم ہے لیکن ان سب چیزوں کی قیمت اعلیٰ کردار کے ساتھ
ئی جاتی ہے۔ شریح کے پاس سب کچھ تھا مگر زندہ ضمیر، پاکیزہ کردار، ذمہ داری
احساس۔ آخرت کی مسئولیت کا تصور نہ تھا۔ ان کا عمل اس شعر پر تھا۔
ج تو عیش سے گزرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے۔

شریح کی زندگی کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ وہ حکومت کے آلۂ کار تھے۔ وہ

حکومت کی خیر خواہی کے لئے وقف تھے۔ حکومت کو جب کسی وقت عوام کو دھوکا دینے کی ضرورت ہوتی تو شریح سے جس قدر تعاون ممکن ہوتا دریغ نہ کرتے۔ وہ حکومت کے ہاتھ کا ایک کھلونا تھا۔ ان کی سیاست مطلب تھی۔ اُن کا مذہب مقصد براری تھا۔ افسوس ہے کہ ان کی ساری صلاحیتیں درباری رضا جوئی میں صرف ہوئیں اور حق و صداقت کو ان سے کافی نقصان پہونچا۔ ۶۰ھ میں پھر ان کے سامنے ایک آزمائش وقت آیا اور اس میں بھی وہ ناکام رہے۔ وہ ایسے کہاں تھے کہ حق و باطل کی جنگ میں حر جان باز رضوان اللہ علیہ کی طرح باطل کے انعام و اکرام اور منصب کو ٹھکرا کر حق کے مددگار بن جاتے اور اپنی قربانی پیش کرتے۔ وہ ایسے بھی نہ تھے کہ اس وقت گوشہ نشین ہی ہو جاتے۔ بلکہ اس منحوس وقت میں سرکار کو اپنے وفود کی اہمیت کا ثبوت دیا۔ ۶۰ھ ہی میں کربلا کی جنگ کا آغاز ہو گیا تھا۔ ابھی یہ لڑائی کوفہ میں لڑی جا رہی تھی اور اس کی قیادت حضرت مسلم بن عقیل کر رہے تھے حضرت مسلم نے حضرت ہانی بن عروہ صحابی رسولؐ کے گھر میں پناہ لی تھی۔ جب کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو اطلاع ہوئی کہ حضرت مسلم ہانی کے گھر میں پناہ گزیں ہیں تو اس نے ہانی کو قید کر لیا۔ ہانی ایک بہت بااثر آدمی تھے۔ قبیلہ کندہ کے رئیس اعظم تھے۔ تقریباً ستر سال عمر تھی۔ تیس ہزار تیغ آزما بہادروں کے اشارہ پر کام کرتے تھے۔ قوت و قدرت و ثروت اور سن کی بزرگی سے کوفہ میں ان کا بڑا اثر تھا۔ (۱۱) ابن زیاد نے حضرت مسلم کی پناہ دینے کے جرم میں حضرت ہانی کو زخموں

(۱۱) الاصابہ ابن حجر عسقلانی ترجمہ زیدہ مرادی۔ اخبار طوال دینوری ص ۲۳۵ اغانی جلد ۱۲ ص ۹۵ تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۱۳ مروج الذہب مسعودی جلد ۳ ص ۸۹ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۳۴۶۔ نجوم زاہرہ ابن تغربردی ج ۱ ص ۱۹۲۔ ابن اثیر جلد ۳ ص ۳۰۶۔

ور کر ڈالا۔ ان کے قتل میں تھوڑی دیر باقی تھی کہ ان کے قبیلہ نے ابن زیاد کے
کو گھیر لیا۔ اگر ابن زیاد اس وقت اسی قبیلہ کی مذہبی شخصیت قاضی شریح کے
یب اعتبار سے کام نہ لیتا تو اس کی جان نہ بچتی۔ شریح ابن زیاد کے دست
ت تھے حکومت کے ایجنٹ کا کام کر رہے تھے اس موقع پر ان کا مذہبی وقار
زیاد کی سپر بن گیا۔ ان کے نمائندہ تھے سے ابن زیاد ایک مسلح فوج کا کام
رہا تھا ہانی کی جان شریح کی حق پوشی سے گئی۔ اگر شریح حقیقت پر پردہ نہ ڈالتے
ر ہانی کی جان بچ جاتی۔ لیکن شریح نے اس وقت ضمیر کی آواز کو ٹھکرا دیا۔
کی تعریف کی جاتی ہے کہ وہ گواہی میں سچائی کا بڑا اہتمام کرتے۔ انکشاف حق
لئے مقدمات میں خفیہ تحقیقات کرتے۔ ان لفظوں کی کیا قیمت ہے جبکہ
وہ قاضی پر فریب گواہی میں اپنے جوہر دکھا رہا ہے اور اس کا اعتبار
صورتاً مسلح پر کام کر رہا ہے جس کا مقصد حق پوشی اور باطل کی تائید اور
صحابی ایک نفس محترم کی جان کو تلف کرتا ہے۔ قبیلہ کندہ کا مٹھی دل
کو بچانے کے لئے قصر کو گھیرے ہوئے ہے ابن زیاد نے شریح سے کہا
ہانی کو دیکھو اور مجمع کو ہانی کی سلامتی کی خبر دیدو۔ ابن زیاد نے شریح کے
تھا ایک جاسوس بھی لگا دیا۔ شریح نے ہانی کو قید خانہ میں دیکھا اور عمرو بن
ج کو جو ہانی کا داماد تھا اور قبیلہ مذحج کو جو ان کو بچانے کے لئے آیا تھا ہانی
سلامتی کی خبر دی اور مجمع کو منتشر کر دیا۔ ۱۲

خود شریح خود اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں:۔

میں ہانی کے پاس آیا۔ مجھے دیکھکر ہانی نے کہا۔ مسلمان کیا ہوئے

ہجری ج ۱ صفحہ ۲۰۰ ابن اثیر علامہ مجمع الامثال میدانی جلد ۱ صفحہ ۱۹۰ اصابہ ابن حجر

ج ۳ ۔ اغانی ج ۱۴ صفحہ ۲۰۲

کیا میرے خاندان والے نہیں رہے۔ وہ بیدار کہاں تھے؟ اہل شہر کہاں ہیں
مجھے اپنے دشمن اور اپنے دشمن کے بیٹے کے درمیان چھوڑ گئے (اس و
ہانی کے چہرہ سے خون بہہ رہا تھا) قصر کے دروازے پر پہنچا۔ وہ بھی
پیچھے آئے اور کہا اے شریح یہ قبیلہ مذحج اور میرے مسلمان دوستوں کا
شور معلوم ہوتا ہے۔ اگر دس آدمی میرے پاس آجائیں تو مجھے بچا سکتے ہیں
شریح کہتے ہیں۔ میں قبیلہ مذحج کے پاس گیا۔ میرے ساتھ ابن زیاد کا جاسوس
"حمید بن بکر" تھا۔ بخدا اگر وہ نہ ہوتا تو میں ہانی کے دوستوں کو ان کا پیام پہنچا
جب میں مذحج سے ملا تو کہا کہ میں نے ہانی سے ملاقات کی ہے۔ وہ زندہ ہیں
تمہیں ان کے قتل کی جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے۔ عمرو بن حجاج وغیرہ
یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ اگر وہ قتل نہیں ہوئے تو خدا کا شکر ہے (۱۳)

شریح کا یہ بیان واقعہ شہادت امام حسینؑ کے بعد کا معلوم ہوتا ہے
جب ہر طرف سے یزید کے خلاف چرچے ہو رہے تھے اور جب خود شریح سے
ان کی ضمیر فروش گواہی کے متعلق سوالات کئے جاتے ہوں گے اور وہ
عذر میں پناہ لیتے ہوں گے حقیقت سے قبیلہ مذحج کو مطلع کر دیتا اگر
ابن زیاد کا جاسوس میرے ساتھ نہ ہوتا۔ شریح نے جب حضرت ہانی کو دیکھا
تھا اس وقت ابن زیاد کی ضربوں سے ان کی ناک ٹوٹ چکی تھی۔ ان کے
کپڑے خون میں لت پت تھے۔ ان کے رخسار اور پیشانی کے گوشت کے ٹکڑے
ڈاڑھی پر گر چکے تھے۔ ابن زیاد نے صاف کہہ دیا تھا تمہارا خون مجھ پر حلال
ہے۔ قتل ہی کے لئے ان کو کوٹھری میں ڈال کر دروازہ بند کر دیا تھا۔ (۱۴)
گو سرکاری قاضی یہ بیان دیتا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ ان کے قتل کے متعلق

(۱۳) طبری واقعات صفحہ ۶۰ ج (۱۴) کامل ابن اثیر ج صفحہ ۴۰

تمہیں جو خبر پہونچی ہے وہ غلط ہے اس اعتبار پر کہ وہ زندہ و محفوظ ہیں اور حکومت ان کے قتل کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ مذحج کے شہسوار واپس چلے گئے۔ اگر یہ پر فریب گواہی حقیقت کا رُخ نہ بدلواتی اور ہانی کی قوم کو غلط فہمی کا شکار نہ بناتی تو تاریخ دوسری طرح لکھی جاتی۔ حق کی فتح ہوتی۔ ابن زیاد قتل ہو جاتا اور کوفہ پر حق و صداقت کا جھنڈا لہرا رہا ہوتا۔ ہانی اور مسلم کے ہاتھ میں کوفہ کا نظارہ ہوتا۔ جابر و ظالم حکومت تک رسائی کے لئے ضمیر کشی کی پیشکش پہلا قدم ہے۔ جب کوئی مذہبی شخصیت سیاست کا الہ کار بن جاتی ہے تو وہ بیحد مہلک ہتھیار بن جاتی ہے جفا پیشہ و ستم شعار و بے دین خود غرض حکومت سے حصول تقرب کے لئے پہلی اور آخری شرط دین و ایمان اور امانت داری سے دستبرداری ہوتی ہے۔ عوام کی نگاہیں مذہبی لباس، مذہبی منصب یا مذہبی شہرت سے دھوکا کھا جاتی ہیں حالانکہ وہ شیطان بصورت انسان ہوتا ہے۔ اس کا دل و دماغ، اس کا مافی الضمیر اس کی روح حکومت کی غلام ہوتی ہے۔ جو حکومتیں عوام کی مرضی کے خلاف کام کرتی ہیں قاضی شریح کے ایسے انسانوں کی سرپرستی کر کے ان سے قوم کو انجان بنانے اور ضرورت کے وقت دھوکا دینے کا کام لیتی ہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں کہ شریح نے اصلیت کو چھپا کر ہانی کی موت کو یقین بنا دیا بلکہ واقعۂ کربلا کے متعلق بھی امام کی تائید میں ان کی کوئی آواز نہیں سنتے میں آتی۔ اس واقعہ کے لئے ان کی آنکھوں میں آنسو کا کوئی قطرہ نہ تھا اور نہ کوئی گرم آہ تھی جس سے معلوم ہوتا کہ ان کے دل نے بھی کوئی سوزش محسوس کی۔ جب مختار بن ابی عبید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت ہوئی تو انھوں نے ان کو ضمیر فروشی کی سزا دی۔ انھیں معزول کر کے کوفہ سے جلاوطن کر کے

ایک قریہ میں بھیجدیا جہاں صرف یہودیوں کی آبادی تھی۔ غالباً ۸۰ھ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ (۱۵۱)

افسوس ہے کہ دنیا پرستی اس شخص پر اتنی غالب تھی کہ اس کا ضمیر کبھی بیدار نہ ہوا۔ محمد مصطفیٰ کا دین برباد ہو رہا تھا اور ان کی آل پاک کو تباہ کیا جا رہا تھا اور یہ اپنے مصنوعی تقدس سے اسلام، رسولؐ اور آل رسولؐ کے دشمنوں کا مددگار بنا ہوا تھا۔ حجر بن عدی اور بہت سے رسولؐ کے مخلص اصحاب کے قتل میں شریح کے اثر سے بھی کام لیا گیا۔ اسلام کی تباہی اور آل محمدؐ کی بربادی میں بقدر حیثیت شریح کا بھی حصہ ہے ؎

مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبیست،

پبلشر

مرزا حیدر حسین اسسٹنٹ سکریٹری

امامیہ مشن۔ لکھنؤ

انڈیا

(۱۵۱) تنقیح المقال علامہ مامقانی ج ۲ ص ۵۳